بسم اللہ الرحمن الرحیم

راستی موجب رضائے خداست

سچ

جھوٹ سے بڑھ کر کونسا گناہ ہے

کذب بزرگتر از زنا است

قیمت سالانہ ۳ر
بیرون ہند ۷ شلنگ

قیمت ششماہی ۱۲ر
فی پرچہ ار

نمبر | ۷- رجب المرجب سنہ ۱۳۴۴ھ (۲۲- جنوری سنہ ۱۹۲۶ء) | جلد ۲

سچی باتیں

می فرمود کہ علامت شناختن حق تعالیٰ گریختن از خلق است و خاموش بودن در معرفت (سیر الاولیاء ص ۳۴۲)

ارشاد ہوا، کہ خدا شناسی کی علامت یہ ہے، کہ بندہ خلقت کی طرف دوڑنے کے بجائے اس سے بھاگے، اور معرفت میں خاموش رہے۔

می فرمود کہ قرار گرفتن در ایں راہ دو چیز است یکے ادب عبودیت دوم تعظیم حق تعالیٰ (ایضاً ص ۳۴۲)

فرمایا، کہ اس راہ میں لینے کے قابل دو چیزیں ہیں، ایک اپنی بندگی کا ادب، دوسرے اللہ کے حقوق کی تعظیم۔

می فرمود نشان اہل محبت چیست آنکہ مطیع باشی و پر ترسی کہ نباید کہ براند۔ (ایضاً)

فرمایا، کہ اہل محبت کی علامت کیا ہے؟ یہ ہے کہ ہمیشہ اطاعت میں مشغول رہے، اور یہ خوف دل میں سمایا رہے، کہ کہیں عتاب نہ ہو جائے!

می فرمود، مرید مستحق اسم فقر وقتے گردد، کہ در عالم فانی باقی نماند۔ پرسیدند مرید ثابت کے گردد، فرمود آں زماں کہ فرشتہ دست بست سال بر وے ہیچ گناہ ننویسد۔ (ایضاً)

فرماتے تھے، کہ مرید اس وقت فقیر کہلانے کا مستحق ہوتا ہے، جب عالم فانی میں باقی نہ رہ سکے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ مرید کو مضبوط و ثابت کس وقت سمجھنا چاہیے۔ فرمایا کہ جب بیس برس ہو جائیں، اور گناہ لکھنے والا فرشتہ اس کا ایک گناہ بھی نہ لکھ سکے!

بر لفظ مبارک راند کہ مردم در منزل گاہ عزت نزدیک نہ شود مگر در نماز، زیرا کہ معراج مومن ہمیں نماز است، چنانچہ در حدیث مسطور است الصلوٰۃ معراج المومن۔ ہمیں نماز است۔ پس بادو انوار جملہ مقام و بعد حق اول ہمیں نماز است۔ (دلیل العارفین ص ۔)

ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص بارگاہ رب العزت میں قرب نہیں حاصل کر سکتا بجز حالت نماز کے اس لیے کہ مسلمان کی معراج نماز ہی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نماز مسلمان کی معراج ہے۔ تمام مقامات کے انوار اور حق رسی، جو کچھ بھی حاصل ہوتا ہے سب نماز کے بعد اور نماز ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

فرمود کہ وقتے با خواجہ اجلؒ شیرازی ہمراہ بودم، وقت نماز شام بود، خدمت خواجہ تجدید وضو می کرد، خلال انگشتان پایاں سہواً فراموش شد، ہاتف غیب آواز داد و دوسرے فرزند خواجہ کہ اے اجل، دعوے دوستی محمدؐ می کنی، و از امت او باشی، سنت او را ترک می دہی؟ خواجہ اجل سوگند خورد کہ از آں روز باز کہ ایں شنیدم تا وقت مرگ سنتے از سنتہائے رسول صلعم ترک نہ شد (ایضاً ص ۳۰)

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ اجلؒ شیرازی کے ہمراہ تھا۔ نماز شام کا وقت آگیا۔ خواجہ اجلؒ نے تجدید وضو کی۔ اتفاق سے انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے۔ ہاتف غیب کی آواز آئی کہ "اے اجل، ہمارے محمدؐ کی دوستی کا دعوے کرکے، اور اس کی امت میں ہو کر انہیں کی سنت کو ترک کر رہے ہو؟" خواجہ اجلؒ نے اسی وقت سے قسم کھائی، کہ جس وقت سے یہ آواز غیب کان میں آئی، ہر سنت کی پابندی اپنے اوپر لازم کر لی۔ چنانچہ جب تک زندہ رہے، کوئی سنت رسول ان سے ترک نہیں ہونے پائی۔

"ارشادات کس کے تھے؟ کسی "وہابی" کے؟ کسی اہل حدیث کے؟ کسی ظاہری فقیہ کے؟ ابن تیمیہ کے؟ ابن قیم کے؟ یہ ارشادات ہیں، اُس صوفی بزرگ کے، جو تمام ہندوستان کے صوفیہ کا مسلّم سرتاج و سردار ہے۔ اُس شیخ طریقت کے، جس سے ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کی بنیاد پڑی ہے۔ اُس عارف کامل کے، جس کے عرس کے مراسم آج شاہانہ دھوم دھام، اور تزک و احتشام کے ساتھ، اجمیر میں انجام پا رہے ہوں گے۔ جو لوگ تصوف کی مخالفت کو خدمت اسلام سمجھ رہے ہیں، خدا کے واسطے فرمائیں، کہ اس تصوف کا، جو ایک بے صوفی کا تھا، اور بے صوفیوں کے ذریعے ہم تک پہونچا ہے، کوئی بھی پہلو قابل گرفت و انکار انھیں مل سکتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح آج جو لوگ اپنے تئیں ان بزرگان کرام کا جائز جانشین سمجھ رہے ہیں، اور تصوف کے نام پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی اپنے دل میں خدا کو درمیان ڈال کر، غور فرمائیں، کہ آج کل کی ایجاد کی ہوئی رسموں کو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے کوئی لگاؤ ہے؟ خواجہ کو خواجگی و بزرگی جو کچھ حاصل ہوئی، وہ اللہ کی بندگی، اور محمد کی غلامی سے۔ آپ نے یہ کیسا مذہب نکالا ہے، کہ زبان پر دعوے تو سرور کائنات کے ساتھ محبت، بلکہ عشق کا ہے، لیکن عمل میں ہر شے آپ اپنے دل و دماغ سے ایجاد کرنا چاہتے ہیں! عاشقی کا دعوے آپ کے منہ پر کب کھل سکتا ہے، اس کا دم وہ خواجہ بزرگ، وہ اولیاء اللہ کا سرخیل، وہ معین الملۃ والدین بھر سکتا تھا، جس نے اپنی زندگی، اللہ کی فرماں برداری، اور رسول اللہ کی غلامی کے لیے وقف کیا تھا؟ صوفی کہلانے کی مستحق اُنکی ذات بابرکات تھی، یا ہم بدنام کنندگان تصوف کی؟

"م"

اہل نجد کی رواداری

ہندوستان میں اہل نجد، جس شے کے لیے سب سے زیادہ بدنام ہیں، وہ اُنکی عدم رواداری ہے۔ یہاں عام شہرت یہ ہے کہ وہ اپنے مذہبی معاملات میں اس قدر سخت و متشدد ہیں، کہ خفیف سے اختلاف خیال کی بھی تاب نہیں لا سکتے، اور اپنے معتقدات سے اختلاف رکھنے والے کے ساتھ کسی طرح نباہ نہیں کر سکتے۔ یہ روایت محض مشاہدہ کیا ہے؟ اس کا جواب ذیل کی سطروں میں ملے گا، جو خلافت کمیٹی کے بھیجے ہوئے وفد حجاز کے ایک رکن، مولانا غلام رسول مہر صاحب کے مسلسل دلچسپ مکتوب سے اقتباس کر کے درج کی جاتی ہیں:۔

"ہمیں جتنے نجدی ملے، وہ از سرتاپا مذہبی رواداری کے مجسمے تھے، جہاز سے اُتر کر ہم قصبۂ رابغ میں پہونچے، تو شیخ ناصر کے رفقاء میں سے شیخ محمد ہمارے ساتھ تھے۔ مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا، ہم وضو کر کے نماز کے لیے کھڑے ہوئے، تو شیخ محمد نے بہ اصرار مولانا عرفان کو امام بنایا، اور فرمایا کہ میں حنبلی ہوں، اور آپ حنفی کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ عشاء کی نماز میں ہم نے بہ اصرار انھیں امام بنایا۔ شیخ ناصر خود رواداری و مسالمت کے ایک نہایت دلکش پیکر ہیں، یہی حالت شیخ سلیمان اور اُن کے رفقاء کی تھی۔ وہ تمباکو نوشی کو مکروہ تحریمی سمجھتے ہیں، لیکن ہم میں سے کسی کی تمباکو نوشی پر بھی انھوں نے رنج و کدورت کا اظہار نہ فرمایا۔ میں یہ منظر دیکھتا تھا، تو مجھے ہندوستان کے غلط بیانوں اور دروغ بافوں کی بے سروپا داستان طرازیوں پر رہ رہ کر تعجب ہوتا تھا، کہ وہ ایک مجہول جوش اور

سے ہیجان میں اُن لوگوں کی کیسی خلاف واقع تصاویر سادہ لوح اہل ہند کے روبرو پیش کرتے ہیں؟ ......

"میں یہ بھی سوچتا تھا کہ کیا ساری مذہبی رواداری اہل نجد ہی پر فرض ہے، اور دوسرے اصحاب کو اسکے جواب میں اپنے دل میں خفیف سے ضبط کا اظہار بھی نہ کرنا چاہیے؟ ..... آپ تمباکو نوشی کو مکروہ تحریمی نہ سمجھیے، مکروہ تنزیہی سمجھیے، لیکن ہر حال اسکی کراہت سے تو انکار نہیں کر سکتے، پھر کیا انصاف اسی کا نام ہے، کہ آپ ایک مکروہ فعل کریں، اور جو لوگ اس مکروہ فعل سے محترز و مجتنب ہیں، اُن سے رواداری کا مطالبہ کرتے ہیں!"

"م"

جنگ اور جھوٹ

حدیث نبوی میں ایک جگہ ارشاد ہوا ہے، اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ یعنی جنگ، دھوکے اور فریب کا نام ہے۔ اس جنگ سے اسلامی جنگ "جہاد" مراد نہیں، بلکہ دنیا کی عام لڑائیوں کا ایک عام دستور بیان کرنا منظور ہے۔ "حرب" کا لفظ کلام مجید میں بارہا استعمال ہوا ہے، مگر اسلامی جہاد، اور قتال فی سبیل اللہ کے موقع پر ایک بار بھی نہیں آیا ہے۔ بلکہ جہاں کہیں لفظ "حرب" آیا ہے موقع ذم پر، مخالفین و منکرین ہی کے لیے آیا ہے۔ سو یہ بات، حدیث میں تو بالکل کھلی بیان کر دی گئی ہے، کہ (غزوات اسلامی اور قتال فی سبیل اللہ کو چھوڑ کر) دنیا میں عام طور پر جو جنگیں برپا ہوتی رہتی ہیں، اُن کی بنیاد ایک بڑی حد تک، ہر طرح کے مکر و فریب ہی پر ہوتی ہے۔ خواہ فریقین کو اپنی تہذیب، اپنی شائستگی، اپنے اخلاق پر کتنا ہی دعوے ہو۔

یاد ہوگا، کہ گزشتہ جنگ یورپ کے زمانہ میں، جرمنوں کی سفاکیوں اور وحشیانہ مظالم کے کیسے کیسے واقعات مشہور کیے گئے تھے۔ ایک روایت جسکی خاص طور پر شہرت ہوئی تھی، یہ تھی کہ جرمن، خود اپنے ہی سپاہیوں کی لاشوں کو بجائے دفن کرنے کے، ایک خاص کارخانہ میں لیجا کر، آگ پر پکا ڈالتے ہیں، انکے جسم کی چربی سے تیل نکالتے ہیں، اور ان کی ہڈیوں کو پیس کر کھیتوں میں کھاد کا کام لیتے ہیں۔ یہ روایت عوام ہی سے کسی کی مشہور کی ہوئی نہ تھی، لندن کے تمام معزز اخبارات نے اسے بکثرت شائع کیا تھا۔ اور اپریل ۱۹۱۷ء میں، لندن ٹائمز نے اس کی تائید و تصدیق میں مضامین کا ایک سلسلہ شائع کیا تھا، اور ثبوت میں بعض جرمن افسروں کی تحریروں کے چربے بھی چھاپ دیے تھے۔ اس زمانہ میں، انگلستان کی پارلیمنٹ میں اسکی بابت سوالات بھی ہوئے تھے، اور حکومت برطانیہ کے ذمہ دار وزیروں نے جواب میں یہ کہا تھا کہ "گورنمنٹ کو اسی قدر علم ہے، جتنا اخبارات میں شائع ہو چکا ہے" اور جرمن فوجی افسروں کے علم و دل کو دیکھتے ہوئے یہ روایت بعید از قیاس نہیں۔ ہندوستان، اور عام مشرقی ممالک میں، جرمنوں کی طرف سے نفرت و بیزاری پھیلانے کے لیے اس روایت کو شد و مد کے ساتھ پھیلایا گیا تھا۔ لیکن آج امریکہ میں جنرل چارٹرس اس روایت کے از سرتاپا کذب و افتراء ہونے کا اپنی تقریر میں اقبال کر رہے ہیں، اور انگلستان و امریکہ کے تمام معزز اخبارات اس جھوٹ پر لعنت بھیج رہے ہیں!

تھا اسی ایک روایت پر موقوف نہیں۔ اسی زمانہ میں لندن کے مشہور صفحہ ڈیلی میل نے ایک خبر یہ اُڑائی تھی کہ روسیوں نے کسی مقام پر حملہ کر کے وہاں آگ لگا دی، ساری آبادی جل کر بھسم ہو گئی، صرف ایک بچہ بڑی مشکل سے بچایا جا سکا ہے۔ یہ خبر اس قدر دردناک تفصیلات کے حاشیہ کے ساتھ شائع ہوئی تھی، کہ ہزارہا اشخاص اس لاوارث بچہ کی پرورش پر آمادہ ہو گئے، لیکن بچہ کا وجود محض عالم تخیل ہی میں تھا، اس لیے اس خبر کے اُڑانے والے کو بالآخر بنانی پڑی، کہ وہ بچہ دفعۃً ایک شدید مرض میں گرفتار ہو کر مر گیا! اسی طرح ایک اور خبر، جس پر اُس زمانہ میں بڑا شور و ہنگامہ ہوا تھا، یہ تھی کہ سفاک جرمنوں نے بلجیم کے علاقہ میں ایک انگریزی نیم عار خاتون (نرس) کے بعض اعضا کاٹ ڈالے ہیں! اسی طرح کی اور متعدد روایتیں اور خبریں، جنگ کے زمانہ میں برطانیہ اور اس کے حلیفوں کے ذمہ دار حلقوں کی جانب سے شائع و مشتہر ہوئی تھیں، اور محض اس کی بنا پر، جرمنوں کی جانب سے بیزاری و نفرت کے جذبات دلوں میں پیدا کرائے جاتے تھے۔ لیکن آج خود وہیں کے اخبارات، نیشن (لندن)، نیشن (نیویارک)، ٹریبیون (نیویارک)، ڈیلی میل (لندن)، فارورڈ (گلاسگو) وغیرہ ان کو از سرتاپا مصنوعی و فرضی بتا رہے ہیں، اور ہر فریق اُنکے گڑھنے اور مشتہر کرنے کا الزام دوسرے پر ڈھال رہا ہے!

آج سے ۲۰، ۲۲ سال قبل کا ذکر ہے، کہ ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کرزن بہادر نے اپنی ایک تقریر میں کھلے خزانے ارشاد فرمایا تھا کہ ہندوستانیوں میں جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ اس تقریر کے جواب میں، اُسی وقت، لکھنؤ کے ایک ظریف نے یہ مصرعہ عرض کیا تھا، کہ

جھوٹے ہیں ہم تو آپ ہیں جھوٹوں کے بادشاہ!

لیکن واقعات پر نظر رکھنے کے بعد کیا اس مصرعہ کو محض شوخی و ظرافت ہی کا نتیجہ ماننا درست رہے گا؟ "م"

فنِ ازدواج کی ایک درسگاہ

امریکہ کے ایک رسالہ سے معلوم ہوا، کہ بوسٹن (امریکہ) میں ایک مخصوص زنانہ کالج قائم ہے، جسکا مقصد اچھی بیویاں اور اچھی دلہنیں تیار کرنا ہے۔ تعلیم کے خاتمہ اور آخری امتحان کے پاس کر لینے پر، "سی بی" کی ڈگری عطا ہوتی ہے، جو "سرٹیفکیٹ بیاہ" یا "دستیابِ زنِ دلہن" کا مخفف ہے۔ جس مضمون نصاب پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے، اس کا عنوان "محبت و عقد" ہے، اور اس مضمون کی معلمہ مسز سیگانڈ ہیں، جنکی ازدواجی زندگی بہت کامیاب سمجھی گئی ہے۔ چند اور مضامین بھی نصاب و درس میں داخل ہیں، مثلاً نفسیات، معاشیات، وغیرہ۔ مگر مقصد ان سب کا یہی بتایا جاتا ہے، کہ ازدواجی زندگی کو کیونکر خوشگوار و کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ نفسیات کی معلمہ بتاتی رہتی ہیں، کہ مرد و عورت کی نفسی خصوصیات میں کیا فرق ہوتے ہیں، اور عورت اپنی طبیعت کو کس حد تک مرد کے مذاق کے مطابق لا سکتی ہے۔ حساب کتاب کی معلمہ کا فرض یہ بتانا ہے، کہ گھر کی آمد و خرچ کا حساب کیونکر رکھنا چاہیے، اور مصارف خانہ داری میں کفایت کی کیا کیا صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مسز سیگانڈ کے درس میں عموماً چھوٹے چھوٹے فقروں پر مشق ہوتی ہے، مثلاً

"محض محبت کی بنا پر ہرگز کسی سے شادی نہ کرنا"

"محبت اور افلاس کا ساتھ ناممکن ہے، روپیہ لازمی ہے"

"جوانی کی امنگیں چند روزہ ہیں، خانہ داری کا بار دائمی ہے"

امتحان میں سوالات جس قسم کے آتے ہیں، اُسکا اندازہ ذیل کے سوال سے ہو گا:-

"ایک بیوی کی دوسری شادی (بیوہ ہونے کے بعد) ایسے شوہر سے ہوتی ہے جو اپنے شوقین دوستوں کے ساتھ کلب وغیرہ کی تفریحات کا عاشق ہے، بیوی کو ان مشاغل سے نفرت ہے۔ میاں بیوی میں دلی محبت بہت ہو لیکن دونوں کے مذاق طبیعت بالکل جداگانہ ہیں، بیوی جو سنجیدہ و ہموار طبیعت رکھتی ہے، ایسی صورت میں کیا کرے؟"

مشرق غریب کو ابھی ترقی و تہذیب کے وہ مرتبے طے کرنا باقی ہیں، جنکی جانب ابھی اسکا وہم و خیال بھی نہیں جا سکتا۔ "م"

مومن کا قتل

"مسلمان کا خون" کے عنوان سے جو مضامین سچ کی گذشتہ اشاعتوں میں نکل چکے ہیں، انکی تصدیق و تائید میں مولوی محمود احمد صاحب صدیقی مدرس مدرسہ عربیہ، امینیہ کے قلم سے جمہور (دہلی) کی ۱۳-۱۴-جنوری کی اشاعتوں میں شائع ہوا ہے، جو ہر مسلمان کے پڑھنے کے قابل ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے معتبر کتب حدیث سے بہت سی حدیثیں اس مضمون کی نقل فرما دی ہیں، جنکا خلاصہ یہ ہے، کہ ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا قتل کر ڈالنا بدترین جرم ہے، جسکے بعد اس کا ایمان باقی ہی نہیں رہ جاتا۔ ان میں سے بعض احادیث سچ کے پچھلے نمبروں میں درج ہو چکی ہیں، لیکن بعض نئی بھی ہیں، اور اُن سے اس اہم مسئلہ پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ چند احادیث کے ترجمے اس مضمون سے لیکر بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں:-

"ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، حضور صلعم نے ارشاد فرمایا، کہ اگر ایک مومن کے خون میں تمام زمین و آسمان کی مخلوق شریک ہو جائیں، تو حق تعالیٰ اُن سب کو اوندھا کر کے جہنم میں جھونک دیگا۔" (ترمذی)

"ابو الدرداءؓ حضور صلعم سے روایت کرتے ہیں، کہ حق تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے، کہ وہ تمام گناہوں اور تقصیرات کی معافی دیدے مگر دو گناہ ایسے ہیں کہ انکی معافی نہ ہوگی۔ ایک وہ کہ جسنے شرک کی حالت میں دنیا کو چھوڑا اور دوسرا وہ شخص جس نے کسی مسلمان کی خونریزی کی۔" (ابو داؤد)

"سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے، کہ میں نے ابن عباسؓ سے سوال کیا، کہ جسنے دانستہ کسی مومن کو قتل کر ڈالا، اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ جواب میں فرمایا، کہ نہیں۔" (تفسیر معالم التنزیل)

"ابو الدرداءؓ حضرتؐ سے روایت کرتے ہیں، کہ پس جس شخص نے کافر سے اسکی ذلت و خواری دور کر کے اپنے سر رکھ لی، تو اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔" (ابو داؤد) توضیح:- اس مفہوم کا صحیح مصداق یہ ہے کہ بمقابلہ حکومت اسلام، کسی غیر مسلم کی امداد و اعانت سے اسلامی جڑ کو کمزور اور کھوکھلا بنا دیا ہو۔"

اس طرح کی ۳۰ حدیثیں، مضمون نگار نے (اصل عبارت و ترجمہ دونوں کے ساتھ) نقل کر دی ہیں اور جابجا اپنے مفید توضیحی نوٹ بھی دیدیے ہیں۔ جو مسلمان سچی تعمیل رسول خدا صلعم کا پیرو رکھتے ہیں، اُنکی محبت کا دم بھرتے ہیں، اُنکے زبانی دعووں کی آزمائش کا ایک خاص وقت وہ ہوگا، جب خدا نخواستہ ترکوں کو موصل کی حفاظت کیلیے جنگ پر مجبور ہونا پڑیگا۔ اُس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے ایک طرف حکم خدا و رسولؐ کا ہوگا کہ مذہب کے ہی شریعت کے یہ واضح اور کھلے ہوئے احکام ہونگے اور دوسری طرف چند روپیوں کی نوکریاں! اور چند ٹکیے زمین! مسلمان کا کام خودی کرنا نہیں

نادانیاں

(از عبدالماجد)

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ — اس ساری کائنات کے پروردگار، اس سارے کارخانۂ موجودات کو وجود میں لانے والے، سب کی پرورش و تربیت کرنے والے، ہر ہستی کی رہنمائی اسکی آخری منزل تک کرنے والے کو جب اپنی خاص مخلوق، اور موجودات عالم کی سب سے بزرگ و برتر نسل، نسل انسانی کی پیدائش منظور ہوئی، تو اُس نے اپنی بے پایاں حکمت و مشیت سے ایک خاص قاعدہ انسان کی نسل چلنے کا بنا دیا، اور اس قانون کے مطابق، اپنے ارادہ کے عالم میں تمام انسانوں کو پیدا کر دیا۔ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ — لیکن اُس کی صنعت میں کہیں سے بھی نقص یا خامی کا امکان نہیں۔ اس کی کاریگری پر کہیں سے بھی حرف آنا ممکن نہیں۔ اُس نے نسل انسانی کی پیدائش کے ساتھ ہی، سب کو اپنے اوپر گواہ بھی ٹھہرا لیا۔ اپنی ربوبیت کا اقرار سب کی فطرت میں داخل کر دیا، ہر انسان پر خود اسکی فطرت سلیم کو حجت قرار دیدیا۔ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا — اور ساری انسانی آبادی سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرا لیا، اور سب نے صاف صاف اُسکے رب و پروردگار ہونے کی گواہی دی۔ ہر انسان کی خلقت ایسی رکھ دی گئی ہے، کہ وہ زبان حال سے خدا کے ماننے اور اقرار کرنے پر مجبور ہے۔ خود غرضیاں اور نفس کی گمراہیاں اُسے خواہ کتنا ہی مسخ کر دیں، اُس کی زبان کو کتنا ہی جھٹلا دیں، لیکن انسان کی فطرت، ہر حال میں اور ہر صورت میں، پروردگار عالم کی یکتائی پر شہادت دینے پر مجبور ہے۔

أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ — جب تمام خارجی دلائل سے بے نیاز کر کے، یہ خود شناسی و خدا شناسی کا جوہر ہر انسان کی فطرت سلیم میں راسخ کر دیا گیا، تو اب ظاہر ہے، کہ اعمال کی بازپرس کے وقت، زندگی کے حساب دینے کے وقت، یہ کہنے کی کسی فرد بشر کو گنجائش نہیں رہ سکتی، کہ اسے کوئی خارجی روشنی اس راہ کی دکھانے والی نہ نصیب ہوئی، یا کوئی خاص رہنما اُسکے پاس نہیں آیا۔ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ — اور نہ پھر یہ جدوں اور نسلوں کا عذر اُس وقت چل سکتا ہے، کہ "ہم کیا کریں، ہم نے اپنے بڑوں کو شرک کی گمراہیوں میں مبتلا دیکھا، اور ہم بھی اُنہیں کی راہ پر پڑ لیے، وہ ذمہ داری اگلوں کی ہے، اس کا وبال ہم پچھلے کیوں بھگتیں"۔ خود شناسی و خدا شناسی کا نور بصیرت ہر فرد بشر کو الگ الگ دیدیا گیا ہے، اقرار ربوبیت کو ہر فطرت کا جزو بنا دیا گیا ہے، پیمان وفاداری ہر روح سے لے لیا گیا ہے، ہر شیشہ میں عکس کا ثبات واضح [illegible]

۱؎ [illegible]

لازمی ہے، بشرطیکہ اُسے اپنے ہاتھوں زنگ و گرد سے دھندلا نہ کر دیا جائے۔ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ — دین کا راستہ تو اتنا صاف روشن اور سیدھا ہے، کہ اس پر چلنے کے لیے نہ کسی منطقی و علمی دلیل کی ضرورت ہے، نہ کسی خارجی رہنمائی کی۔ لیکن بدنصیب انسان اپنی خود غرضیوں اور نفس پرستیوں کا شکار ہو کر ایسی سیدھی بات بھی بھول جاتا ہے۔ خود اپنے آپ کو بھی بھلا دینے میں ڈال دیتا ہے، اس لیے اس کامل و مکمل ہدایت نامہ کے ذریعہ سے پھر اُسکے سامنے یہ بھولا ہوا سبق دوہرایا جاتا ہے، اور کھول کھول کر بات اُسے سنائی جاتی ہے، کاش وہ اب بھی سنبھلے، اور اپنی فطرت سلیم کی جانب پھر رجوع کرے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا — میثاق فطرت کے اس علم کے ہو جانے کے بعد، کہ ہر انسان میں راہ راست پر چلنے کی قابلیت اور اپنی پہچان فطرۃً رکھ دی گئی ہے، اب ذرا ایک گمراہ شخص کی حکایت تو پڑھ کر سناؤ، جس پر پروردگار نے اپنا خاص فضل و کرم نازل کیا تھا، اور اُسکو اپنی خاص نشانیاں عطا کی تھیں۔ یہ نشانیاں بہت سی ہو سکتی ہیں۔ ایک شخص معمولی گھرانے میں پیدا ہو، اور اللہ اُسکا شمار علمائے دین میں کرا دے۔ ایک انسان معمولی حیثیت کا ہو اور اللہ اُسے بہت سے لوگوں کا روحانی مقتدا و پیشوا اور مرشد بنا دے۔ یہ سب چیزیں اللہ کی نشانیوں میں سے ہو سکتی ہیں۔ فَانْسَلَخَ مِنْهَا — لیکن اُس شخص نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ کی، اُس بدنصیب شخص کا ظرف اتنا نہ تھا، کہ وہ اللہ پاک کے ان احسانات سے فائدہ اُٹھا سکتا۔ جوں ہی ذرا شہرت و عروج حاصل ہوا، اس نے کینچلی اُتار پھینکی، اور خود بینی و خود پرستی کے اصلی رنگ میں ظاہر ہونے لگا۔ فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ — پس جب اس نے خود ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی کو اختیار کیا، تو شیطان اُسکے پیچھے لگ گیا، شیطان نے اس پر قابو پا لیا، اور وہ جیسے بشر کا شیطان بن گیا۔ بجائے اللہ کی رضامندی و خوشنودی کے اس نے شیطانی قوتوں کی رضا جوئی اختیار کر دی، اور اسکا شمار ان بدنصیب گمراہوں میں ہو کر رہ گیا جنکا آخری انجام تباہی و بربادی ہے۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ — اگر مشیت الٰہی میں ہوتا، تو اس شخص کے درجات بلند ہوتے، اسکا شمار و قدر اہل یقین اور سرفہرست اہل باطن میں ہونے لگتا، اور مرتبۂ ولایت و مقبولیت تک پہنچا دیا جاتا، لیکن وہ اپنی کم ظرفی سے، اپنی پست فطرتی سے، اپنی شامت و بدنصیبی سے، دنیا پرستی پر مائل ہو گیا۔ اُسکو عوام میں اپنی شہرت و ہر دلعزیزی منظور ہوئی، اُس نے اللہ کے بجائے رسم و رواج اور برادری والوں کو اپنا مسجود بنا لیا، اور اُسکے جی کو یہ لگن لگ گئی، کہ اُسکے معتقدین اُسکے ہاتھ سے نہ جانے پائیں، خواہ اللہ کے بتائے ہوئے راستہ سے کتنا ہی ہٹنا پڑے۔ اُس نے خارجی و مادی فوائد کو روحانی و ابدی فوائد پر ترجیح دی۔ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ — اور وہ اپنی خواہشات نفسانی ہی کے پورا کرنے میں لگا رہا، اُسی میں محو ہو رہا، گو دنیا اُس کی عزت کرے، عوام اُس کے سامنے نذریں و ہدایا پیش کرتے رہیں، لوگ اُس کے ہاتھ چومتے اور پیر دبایا کرتے رہیں۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ

۱؎ [illegible]

ادھیڑ کر چھوڑ دیتے ہیں — پست و رذیل زندگی اختیار کرنے سے، میثاق فطرت اس طرح بھلا دینے سے، اللہ کی نعمتوں کی بے قدری و ناقدری کرتے کرتے آخرکار، عملی زندگی عام انسانیت کی سطح سے بھی گر کر حیوانیت کی پست ترین سطح یعنی کتے کی سطح پر آگئی، مسلسل یہ حال رہتا ہے کہ دولت و نکبت سے اسے کوئی واسطہ نہیں۔ اطمینان قلب و سکون خاطر سے اسے کوئی تعلق نہیں، بلکہ کوئی اسے دھتکارے، سامنے دھتکارے، مگر وہ ہر حال میں زبان نکالے ہانپتا ہوا، ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہے۔ اللہ کی بتائی ہوئی سیدھی راہ کو چھوڑ کر دنیا کے طلبگاروں کا بھی یہی حال ہو جاتا ہے، کہ وہ ہر وقت بے اطمینانی و اضطراب کے ساتھ دوڑتے پھرتے ہیں، کوئی تسکین کا سہارا انکے پاس ہوتا نہیں، جس گروہ، جس پارٹی، جس طبقہ کو کسی وقت زیادہ با اقتدار، زیادہ باعزت دیکھتے ہیں، انکے ساتھ ہو لیتے ہیں، اور پھر کسی دوسرے گروہ سے جا ملتے ہیں، اور ساری عمر اسی حیرانی و سرگردانی، ذلت و نکبت میں گزار دیتے ہیں۔

ذلک مثل القوم الذین کذبوا بآیاتنا فاقصص القصص لعلہم یتفکرون۔ ساء مثلا القوم الذین کذبوا بآیاتنا وانفسہم کانوا یظلمون۔ — یہ جو ایک شخص کا حال بیان ہوا، اس سے مخصوص کوئی ایک شخص (مثلاً بلعم باعور یا امیہ بن ابی الصلت) ہی مراد نہیں، عام مفسرین نے انہیں اشخاص کے نام لیے ہیں، بیشک یہ لوگ بھی انہیں آیات کے مصداق ہوں گے، لیکن اللہ کے کلام میں کسی کی ذاتی سوانح عمری بیان کرنا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ مقصد کسی عام قانون کی تشریح، کسی وسیع نتیجہ کی جانب رہنمائی، اور انسانیت کے بعض عام نمونوں پر روشنی ڈالنی ہوتی ہے، جو ہر ملک میں، ہر قوم میں، ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں، جو لوگ اللہ کی کھلی ہوئی نشانیوں کے خلاف بغاوت کرتے رہتے ہیں، ان سب کا یہی انجام ہوا ہے، ہوتا ہے، اور ہو کر رہے گا، خواہ وہ عرب کے باشندے ہوں یا ہندوستان کے، یورپ کے ہوں یا چین و جاپان کے، اور خواہ وہ اپنی زبان سے اپنے تئیں راہب کہیں، مہاراج کہیں، پنڈت کہیں، پادری کہیں، مولوی کہیں، شیخ طریقت کہیں، یا کچھ اور کہیں۔ یہ نادان خود اپنے اوپر کیا ظلم کرتے ہیں! یہ بدنصیب کیسی کیسی اعلیٰ نعمتوں کو چھوڑ کر، اللہ کی سیدھی راہ سے منہ موڑ کر، حق سے اپنا رشتہ توڑ کر، اپنی کیسی خرابی لاتے ہیں۔ ان بدنصیبوں کی یہ روداد اس لیے کی جاتی ہے، کہ کاش اب بھی لوگ غور و فکر سے کام لے سکیں، انکے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کریں!

من یہد اللہ فہو المہتدی ومن یضلل فاولئک ہم الخاسرون — جس کو اللہ ہدایت پر قائم رکھے وہی کامیاب اور خوش نصیب اور راست رو کہے جانے کے مستحق ہیں، اور باقی جو ان کی بدکاریوں کی پاداش میں، انکی بداعمالیوں کے سادہ میں خود ہی گمراہ چھوڑ دیے، انکے انجام بد کو کوئی نہیں روک سکتا، انہیں کو آخرکار تباہ و برباد ہونا ہے، اور انہیں کے حصہ میں آخری حسرت و ناکامی آتی ہے۔

ولقد ذرأنا لجہنم کثیرا من الجن والانس۔ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا۔ اولئک کالانعام بل ہم اضل اولئک ہم الغافلون — ان نادانوں کی غفلتیں، اور نادانیاں اس نوبت تک پہنچ جاتی ہیں، کہ گو انکے پاس اللہ کی دی ہوئی آنکھیں ہوتی ہیں مگر یہ بصارت سے کام نہیں لیتے، گو انکے پاس اللہ کے دیے ہوئے کان ہوتے ہیں، مگر یہ سماعت کو کام میں نہیں لاتے، گو ان کے سینوں میں اللہ کے دیے دل ہوتے ہیں، مگر یہ غور و فکر، سوچنے سمجھنے کو شاید بالکل غیر ضروری سمجھ لیتے ہیں، یہ جیسے سب انسان ہوتے ہیں، ویسے ہی یہ بھی ہوتے ہیں، ان میں بہ نسبت دوسروں کے کسی عضو کی، کسی قوت کی کمی، قابلیت کی کمی نہیں ہوتی، میثاق فطرت کی پابندی جس طرح ہر فرد بشر پر لازمی ہے، ان پر بھی ہوتی ہے، مگر یہ اپنی غفلتوں کا، اپنی نادانیوں کا، اپنی سرکشیوں کا خمیازہ بالآخر یہ اٹھاتے ہیں، اپنے ہی ہاتھوں سے جنوں اور دیووں کے ساتھ جہنم کی خوراک بن جاتے ہیں۔ انکے کان ہوتے ہیں مگر یہ سننے کے لیے نہیں کہ انکے اعمال پر جو چھپ چھپ کر انجام دیتے ہیں، خلق خدا میں کیا چرچے ہو رہے ہیں۔ انکی آنکھیں ہوتی ہیں، مگر یہ دیکھنے کے لیے نہیں کہ خود انہیں کے متقدمین و معاصرین، زیادہ تجربہ و واقفیت کے بعد ان سے برگشتہ ہوتے جاتے ہیں، انکے دل و دماغ ہوتے ہیں، مگر اپنے انجام پر غور کرنے کے لیے نہیں، اور یہ سوچنے کے لیے نہیں کہ ان سے قبل بڑے بڑے بے دین باطل کو، ہر قوم اور ہر زمانہ میں کیا انجام ہوتا رہا ہے! ان نادانوں کو انسان کون کہے گا، یہ تو جانور ہیں جانور۔ بلکہ جانوروں سے بھی کم عقل اور گمراہ۔ جانور کو جتنی محدود سمجھ دی گئی ہے، بہرحال اس سے تو کام لیتا ہے، یہ تو ایسے گئے گذرے ہوئے ہیں کہ اس سے بھی کام نہیں لیتے۔

وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون۔ — اچھی صفتوں والے پروردگار کے تو اچھے ہی نام ہیں۔ مومنوں کے لیے پروردگار کے تو نام بھی پیارے ہی ہیں۔ اسے جب پکارو، جب یاد کرو، اسکی ذات و صفات کا جب ذکر کرو تو اسی طریقہ پر جو اس نے خود بتایا ہے۔ اور ان نادانوں کو، ان بدنصیبوں کو، جو اسکے اسماء و صفات میں بھی کج روی کرتے رہتے ہیں، اپنی جانب سے گھڑ گھڑ کر اسماء و صفات اس کی جانب منسوب کرتے ہیں، انکے حال پر چھوڑ دو، یہ نادان خود اپنے کیے کا بدلا پائیں گے۔ ساری گمراہیوں اور خرابیوں کی جڑ یہی ہے، کہ پروردگار عالم نے اپنے اسماء کے ذریعہ سے اپنی جن جن صفات کا ذکر کیا ہے، انہیں میں مسخ و تحریف کو دخل دیا جائے اور اس طرح وہ چیزیں اللہ کی جانب منسوب کر لی جائیں، جن سے وہ بالکل پاک و منزہ ہے۔ مثلاً وہ ہر ایک کے ساتھ اسکے اعمال کے مناسب سلوک کرتا ہے، ہر ایک کے ساتھ عدل برتتا ہے، اپنے سب بندوں سے یکساں برتاؤ کرتا ہے، اور اپنی ان صفات کو اس نے اپنے مختلف اسماء سے ظاہر کیا ہے، اب ان صفات کے خلاف اگر یہ کہا جائے کہ فلاں فلاں بزرگوں کی اولاد کے ساتھ خدا کو خاص رعایت و محبت منظور ہے، تو یہ اسکے صفات و اسماء متعلق عدل پر بہتان ہوگا۔ یہود اور دوسری گمراہ قومیں ایسا بہت کیا کرتی تھیں، اور انکی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی گمراہ ہونے لگے ہیں۔

وممن خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون۔ — لیکن اللہ کے فضل و کرم سے انکی ساری جماعت گمراہ نہیں۔ ایک گروہ ایسا ضرور موجود رہے گا جسے اپنا "عہد وفا" اپنا پیمان ازل یاد رہ، میثاق فطرت کو بھول نہیں گیا ہے، وہ راہ حق پر قائم ہے، وہ دوسروں کی اسی کی جانب رہنمائی کرتا رہتا ہے، اور خالق و مخلوق دونوں کے معاملات میں اسی حق کے مطابق انصاف سے کام لیتا رہتا ہے، اور ہر امر کو شریعت کے مطابق برتتا ہے۔ اور صحاح میں جو حدیث آئی ہے، کیا عجب ہے کہ اسی آیہ کریمہ کی تفسیر ہو۔*

عن معاویۃ قال سمعت النبی صلعم یقول لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ وہم علی ذلک۔	حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلعم کو یہ فرماتے سنا کہ میری امت میں سے ہمیشہ ایک گروہ اللہ کے حکم پر قائم رہنے والا موجود رہیگا جسکو کسی کی بیگانگی و مخالفت نقصان نہ پہنچا سکیگی، یہاں تک کہ جب اپنے وقت مقررہ پر لوگ دنیا سے اٹھیں گے تو اپنے اسی دین کی مضبوطی پر اٹھیں گے۔

* [illegible] قال من الحق .... رواہ البخاری ومسلم [illegible] صحیح و صفحہ [illegible] ابن ماجہ [illegible] الادب المفرد [illegible] من الحق

ماہ جنوں پرور (یا) شہر رمضان

(از مولانا مناظر احسن گیلانی)

ڈاکٹر نکلسن جو اکسفورڈ یونیورسٹی میں مشرقی زبانوں کے پروفیسر ہیں، انکو اسلام سے شکایت ہے کہ عربی خدا کے آسمانی میں صرف خدائے قادر و مقتدر کی شان و شکوہ اور سطوت و جبروت کا اعلان کیا گیا ہے - اسلامی دعوت میں جس قدر خوف و بیم کی رعب انگیز گرج کا دخل ہے۔ انکو افسوس ہے کہ پیار محبت کے ترانے اور دلپذیر زمزموں سے وہ اس قدر خالی ہے - ان کا خیال ہے کہ مسلمان صوفیوں کا سوز و گداز، انکی وارفتگی اور سرمستی اسلام کی نہیں بلکہ مسیحیت کی رہین منت ہے۔ پادری زویمر نے امام غزالی کی سوانحعمری محض اس لئے شائع کی ہے تا کہ وہ بتائیں کہ اسلامی جذبات محبت جنکا چرچا تصوف کے دائرہ میں بہت زیادہ ہے اسکا سرچشمہ آیا قرآن ہے یا انجیل - الحاصل اس زمانہ میں ہمارے مغربی کرم فرماؤں کی جانب سے نہایت شد و مد سے اس دعوے کو اچھال رہی ہے کہ اسلام کا خدا تورات کا رب الافواج تو ہو سکتا ہے لیکن انجیل کا پیارا باپ تو وہ قطعاً نہیں ہے۔

میں اس شاخسانہ کی بالتفصیل کوئی تفصیلی تردید نہیں کرنا چاہتا، البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ کیا ایک متعصب یا جاہل یہودی اسی جملہ کو ذرا الٹ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام کا رحمن و رحیم، رؤف و ودود خدا انجیل کا پیارا باپ تو ہو سکتا ہے، لیکن تورات کا رب الافواج اور دشمنوں کی ہڈیوں کا پیسنے والا خدائے موسیٰ نہیں ہو سکتا۔ بے شک نقص بین والے اپنی ایک آنکھ پھوڑ کر دین کامل پر ایسے حملے کر سکتے ہیں اور کریں گے۔ "سب کچھ بتانے والے" کی تعلیم ان عظیم الشان حقائق سے بھی خالی نہیں ہو سکتی جسکے سننے کی استعداد اپنے شاگردوں سے انکی شکایت رہی کہ تم اسکو برداشت نہیں کر سکتے (یوحنا باب ۱۶) اس سے معلم کا نقص نہیں بلکہ شاگردوں کی کم مائیگی کا پتہ چلتا ہے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو شکایت آج سے دو ہزار برس پیشتر تھی وہی شکایت اسوقت تک باقی ہے۔ استعداد کی اس تنگی کی کوئی انتہا بھی ہے کہ اکسفورڈ کی پروفیسری کے بعد بھی ہم لوگوں سے یہ کہنے پر مجبور ہیں جیسا کہ مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں، پر تم اس کو برداشت نہیں کر سکتے": اسلام نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ لیکن جب برداشت کی صلاحیت ہی نہ ہو تو سکو کیونکر سن سکتے ہیں؟ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی عجیب واقعہ ہو سکتا ہے، کہ اسلام نے صرف اشاروں اور کنایوں میں نہیں، کلیات و اجمال کی شکل میں نہیں بلکہ عملی قانون کی صورت میں اپنے ارکان و عبادات میں سے دو مستقل عبادتوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محض جذبات، محبت، ولولہ، عشق و الفت کے لئے وقف کر دیا، لیکن اسپر بھی ڈاکٹر نکلسن کو اسلام سے شکایت باقی ہے کہ اس میں محبت کے عناصر بالکل نہیں ہیں۔

میری مراد اس سے روزہ اور حج ہے۔ کاش! ان میں سے کوئی ہوتا جسکی استعداد ان تعلیموں کو برداشت کرتی اور وہ سمجھتا کہ ان عبادتوں کی کیا غرض ہے۔ بلاشبہ نماز کے اندر کسی کی عظمت و جبروت کا اعلان کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی بتاتی ہے کہ ہم کسی حاکم وقت کے آگے سر جھکانے کو ادا کر رہے ہیں۔ لیکن سوچنا تو یہ تھا کہ روزہ کو چھوڑ کر خاموشی کے ساتھ گوشہ میں بیٹھ جانے سے کس چیز کا پتہ چلتا ہے۔ یا گھر سے نکل کر اعلانیہ دشت بیابان کے گرم سناٹوں میں گھومنے سے کس جذبہ کا اظہار ہوتا ہے۔ آیا انکا تعلق جلال سے ہے یا جمال سے۔ حج اسوقت میرا مقصود نہیں ہے، ہاں روزہ کے متعلق چند نکات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہم کو کسی سے محبت ہے۔ بیشک یہ ایک قلبی جذبہ ہے۔ لیکن وہ اس دعوے کی تصدیق چاہتا ہے کہ محبت کا خیال دماغ ہی میں ہے یا اسکا تعلق قلب سے بھی ہے۔ پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ یہی کہ اسکے لئے اپنے محبوب سے عزیز ترین شے کو ٹھکرا دینا چاہیے۔ اور اسکے آگے سر سے، روح سے، دل سے جسم سے۔ الغرض جو کچھ ہمارے پاس ہے سب کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے یہی پیار ہے۔ اور یہاں ہی عشق کی چھپی دبی چنگاریاں بھڑک اٹھتی ہیں۔ شخصی مرغوبات سے بحث نہیں، گفتگو ان مشترک امور میں ہے جو سارے بنی آدم میں مشترک ہیں۔ یا کم از کم اکثر افراد انسانی میں مشترک ہیں۔ اب سوچیے کہ ایسی محبوبات کیا ہیں؟ کیا کھانے پینے اور بیوی کے سوا اور بھی مرغوبات مشترکہ عامہ ہیں۔ دولت کی محبت ان ہی مرغوبات کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔ ورنہ نرا روپیہ کسی کا اصل مقصود نہیں۔ یہی وہ محبوبات ہیں جنکی طرف از بچہ تا بڑا بھی دوڑتا ہے اور شہری کا دہقان اعظم بھی۔ روٹی پر وہ بھی ٹوٹتا ہے جسکو اسٹریلیا کا جنگلی بن کہتے ہیں، اور کیک کی جانب للچائی ہوئی نگاہ وہ بھی ڈالتا ہے جو ابھی ابھی لندن کے دارالامرا میں کرسی صدارت پر مصنوعی وقار و متانت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور یہی حال دوسرے مرغوبات کا ہے۔ عالم و جاہل، فلسفی و دہقانی، متقی و فاسق و متقی سب اس میں شریک ہیں۔ انسانیت پکارتی ہے کہ میں بھوکی جا رہی ہوں۔ آواز آتی ہے فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ۔ رمضان میں انسانیت کا جو حصہ دائرہ شہود میں ہے وہ لذائذ قلب سے پیٹ پوشیدہ اور اب میرے سامنے آ جاتے۔ تلقین مقصود نہیں ہے اور تنگی بھی زحمت کی وادی میں وہ بھی قابل برداشت تھی لیکن میں اللہ اکبر الیس وہ بعد العصر وہ آسانی چاہتا ہے عسر مقصود نہیں۔ اس کی غرض تو یہ ہی ہے کہ محبت کا دعوے دماغ سے ہٹ کر دل کی ایک کیفیت قلبیہ بن جائے۔ ملکہ تسکین صبر سے بچنے کی مشق اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ نہیں اسی سے کسی کی عظمت کی آنکھ ادھر پڑی ہیں، اور دل اسی سے کسی کی محبت کا سراپا وہ ہو جاتا ہے۔ پھر بشریت فنا ہونے لگتی ہے اور ملائکیت کا پارہ چڑھنے لگتا ہے، اور جو پہلے اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا وہ کسی اور سے دیکھتا ہے کسی اور سے سنتا ہے، کسی اور سے چلتا ہے، کیونکہ وہ اسکا ہو جاتا ہے۔ جسکے ہو جانے کے بعد سب کچھ مل جاتا ہے۔

روزہ میرے لئے ہے اور میں اسکے بدلے میں دیا جاتا ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے کہ تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوتا تو پہاڑ کو یہاں سے وہاں چلا سکتے۔ اور کوئی بات تم سے ناممکن نہ ہوتی، پر یہ جنس بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکلتی۔ پھر فلیصمہ کی آواز کو آج کس نے سنا؟ مرغوب کو ٹھکرا کر آج کس نے دست و بازو کو کس کے وصل میں مست ہے؟ کیا اکسفورڈ کا وہ پروفیسر جسکو اسلام کے بادل برسانے والے نظر نہیں آتا۔

آج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت وہ ہے سوا اس گروہ میں پایا جاتا ہے۔ آج انسانیت کا وہ کونسا حلقہ ہے جس کی محبت کا سوا عمل کی کسوٹی پر کھرا ہو سکے گا۔ اے جبل لبنان! تجھ سے بھی اسکا مطالبہ کیا گیا تھا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم پھر آپ کی اس پیاری صدا سے تو نے کیوں منہ موڑا۔ اے انسانیت! آئرلینڈ کے باغیوں کو دیکھ وہ مرنے کے لیے تو صبر کر سکتی ہے۔ ہندوستان کے تو مجرم دوسرے بار میں مقاطعہ کے لیے کئی کئی دن تک مرغوبات ولذائذ کو چھوڑ سکتی ہے۔ لیکن جس کے پیار کا تجھے دعویٰ ہے اور جس کی محبت کے سوا تیری زندگی کا اور کوئی مستقل نہیں۔ تجھے کیا ہو گیا کہ اسکے لیے آسانی کے ساتھ چند گھنٹے بھی عشق و امتحان کے میدان میں نہیں ٹھہر سکتا۔ فرہاد نے سر پھوڑا تھا مجنوں نے گریبان پھاڑا تھا۔ پھر کیا تجھ سے تھوڑی دیر کے لیے اتنی دیر کے لیے کہ صبح کا آفتاب شام کے افق تک پہونچ جائے، تو فسق کے وساوس و اوہام غیر کے ذکر و افکار تقیدات اغیار کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حسد کے جذبہ کو روک کر غیبت سے باز نہیں آ سکتا حالانکہ اگر تو نے یہ نہیں کیا تو سمجھا جائے گا کہ صرف سوسائٹی کے دباؤ سے تو نے مرغوبات ظاہرہ کو ترک کیا تھا۔ من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه (رواہ البخاری) جس نے باطل باتوں کو نہ چھوڑا اور باطل امور سے علیحدہ نہ ہوا تو خدا کو ایسے شخص کے خورد و نوش چھڑانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تو اسکے لیے سب کو چھوڑ! وہ پھر سب کچھ لاکر تجھے دیگا کچھ تو ابھی اور کچھ پھر کبھی۔ للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه۔ روزہ دار کے لیے دو مسرتیں ہیں ایک تو افطار کے وقت اور ایک خوشی اس وقت ہوگی جب وہ اپنے پالن ہار سے ملے گا۔ غذا میں صرف پانی اور کھانے کی لذت ہی کو نہ ڈھونڈ۔ بلکہ جس نے جو کچھ چھوڑا ہے اس سے بہتر لذت اسی نسبت سے دی جائے گی۔ اور جو نقد نہیں ہے اگرچہ اس کی بظاہر کوئی مدت معین نہیں تاہم اسے مبتلائے سرگشتگی بھی کچھ خبر بھی ہے کہ تیرے سامنے کون نقاب اٹھائے گا؟ لقاء ربہ۔ اس کیفیت و سرور کا اندازہ کر! اور پھر اندازہ کر۔ کیا اس فرحت سے بھی بڑھ کر کوئی فرحت ہوگی۔ ساری زیبائیاں جہاں ختم ہو جاتی ہیں ساری رعنائیاں جہاں جا کر تھکتی ہیں۔ اسکے لقاء کی فرحت کیسی فرحت! او گلاب کی جڑ میں جو کھاد ہے اسکی طرف نہ دیکھ! نگاہ ذرا اونچی کر۔ شاخسار پر نظر کر۔ ان سرخ سرخ پنکھڑیوں کو دیکھ! جو سرسبز پتوں کی چادر سے منہ نکال نکال کر جھانک رہی ہیں۔ کھاد کو نہ سونگھ۔ ان پھولوں کو سونگھ جن پر بلبل ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہی ہے، چہچہا رہی ہے۔ پھر تو روزہ داروں کے منہ کو شہادت کے گلوں میں کیوں سونگھتا ہے۔ غیب کی ناف سے ستورہ میں جا کر سونگھ۔ لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسک (مسلم و بخاری) روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی لپٹ سے زیادہ خوشگوار و خوشبو ہے۔

لوگوں کو اس پر کیوں حیرت ہے۔ اگر شہادت کا خلوف غیب الغیب عند اللہ پہونچ کر ریح المسک ہو گیا۔ جبکہ گلے کی کھاد پھول بن جاتی ہے۔ آج تو روزہ رکھتا ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے لیکن کل تو یہی روزہ تجھے بچائیگا کل روزہ بچاتا ہے۔

(الصوم جنة (بخاری) روزہ روزہ دار کی سپر ہے۔

جسم پانی کے لیے ترستا ہے اور روح تر و تازہ دروازوں کی چوکھٹ پر اپنے ۔۔۔ کو پاتی ہے۔

فی الجنة ثمانیة ابواب منها باب یسمی الریان لا یدخلها الا الصائمون (بخاری) جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک باب ریان ہے اس میں بجز روزہ داروں کے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔

دیکھ تو نے حیوانی قوتوں کے مددگاروں کو چھوڑا۔ یہ شہادت میں ہوا۔ پھر غیب میں کیا ہوا۔

غلقت ابواب جهنم وسلسلت الشیاطین جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔

معذرت

سچ کے گذشتہ نمبر میں جو مضمون "میری معذوریاں" کے عنوان سے میں نے لکھا تھا اس میں چونکہ بعض اصحاب کے طرز عمل پر ترش و تلخ انداز میں نکتہ چینی کی گئی تھی اس لیے ناظرین سچ میں سے ان اصحاب کو جو شخصیات کے تذکرہ کو ہمیشہ نرم و شیریں لہجہ میں دیکھنا پسند کرتے ہیں میرا لب و لہجہ ناگوار ہوا اور میرے عزیز دوست اور رفیق کار مولوی عبدالماجد صاحب ایڈیٹر سچ کو اس سے خاص طور پر رنج ہو چکا۔ لہذا میں اپنے دوستوں سے اپنی تلخ نوائی کی معذرت کرتا ہوں۔

ظفر الملک

اعلان

سچ کا یہ نمبر بہت تاخیر سے شائع ہو رہا ہے جسکا دلی افسوس ہے۔ انشاء اللہ فروری کے اندر اندر اضافہ صفحات کرکے اس کی تلافی کر دی جائے گی۔ ناظرین کرام بد دل نہ ہوں۔

مہتمم

جزاء الاعمال

جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ نے اس مختصر رسالہ میں نہایت خوبی کے ساتھ یہ امر ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے کہ انسان کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا اس دنیا میں بھی مختلف صورتوں میں مل جاتی ہے۔ جو مسلمان اسے غور سے ملاحظہ کریں گے امید ہے کہ انکو عمل نیک کی توفیق حاصل ہوگی۔ قیمت ۳ / ۱ کے ٹکٹ بھیج دیے جائیں تو فوراً ایک نسخہ بھیج دیا جائے گا۔

منیجر الناظر بک ایجنسی لکھنؤ

مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

(اردو میں) (اردو میں)

تصوف

یادگار دستگیر - حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کا ترجمہ طالبین کو سیدھی راہ بتاتی ہے - قیمت
الفیض الربانی فی الفیض الرحمانی - حضرت غوث پاک کے مواعظ کا ترجمہ جن کو سنکر لاکھوں مسلمان ہوگئے - قیمت
مرصاد العباد - حضرت خواجہ نجم الدین کبری کے مستفیض میں سلوک و طریقت کے بیان میں لکھی - قیمت
سیر الاولیا - یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز - قیمت
اکسیر ہدایت - امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے - قیمت
عزیز القلوب - امام غزالی کی اس کتاب میں عبادات و اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان اور یہ کتاب بہت وسیع ہے
ہشت بہشت - یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات جن کے مطالعہ سے نورِ ایمان حاصل ہوگا - قیمت
کشف المحجوب - حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے - قیمت
مکتوبات مجدد الف ثانی - اسلام کی سچی روح اگر دیکھنا چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو - قیمت
مقاصد السالکین - تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے - قیمت
تصوف اسلام (از مولوی عبدالماجد بی اے) جس میں اکابر اولیا کی تصانیف پر تبصرہ کر کے اسلامی تصوف کا حل لکھا ہے - قیمت
نفحات الانس - مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیاء جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے - قیمت
تذکرۃ الاولیا - شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جس کے مطالعہ سے ہزاروں صاحب دل بنگئے - قیمت
حالات مشائخ نقشبندیہ - سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیا کے حالات و مقامات - قیمت
تذکرہ اولیائے ہند - اس میں تمام سلسلوں کے ہندوستانی اولیائے کرام کے حالات و مقامات درج ہیں - قیمت
روضۃ القیومیہ (دو جلد) مجدد الف ثانی حضرت مجدد اور ان کی خواجہ نقشبندیہ کے حالات [illegible] - قیمت
کتاب الشفا - قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہئیں - قیمت

تاریخ

تاریخ ابن خلدون - علامہ ابن خلدون مغربی کی باتعمیر تاریخ کا ترجمہ (۱۰ جلدوں میں) - قیمت
مقدمہ تاریخ ابن خلدون (۲ جلدوں میں) - قیمت
تاریخ اسلام - سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کا خلاصہ پیش کیا ہے - قیمت
تاریخ الحرمین - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے آثار و حالات کعبہ و مسجد نبوی کی قدیم اور موجودہ تاریخ - قیمت
تاریخ عرب - ملک عرب کے جغرافیہ تاریخ عربی اقوام کا قدیم تمدن اور ان کی تعلیم و اشاعت، خوشحالی، تجارت و اختراعات - قیمت
حالات عراق عرب و عمان - وہ ملک جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہیں اور جہاں تمام مقامات مقدسہ ہیں - قیمت
تاریخ ایران - ساسانیوں اور زرتشتیوں کے قدیم عہد کی تاریخ جو صدیوں سے مسلمانوں کے زیر نگیں ہے - قیمت
تاریخ مصر - مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے کبھی یہاں دورِ خلافت تھا - قیمت
تاریخ مغرب - شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے - قیمت
تاریخ مراکش و مغرب الاقصی - شمالی افریقہ کی وہ اسلامی حکومت جہاں اس وقت امیر عبدالکریم بر سر پیکار ہیں - قیمت
مسلمانان اندلس - اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا؟ یہ اس کی جامع تاریخ ہے - قیمت
خلافت موحدین - شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات - قیمت
تاریخ ہندوستان (۱۰ جلد) عہد اسلامی کی مفصل تاریخ از شمس العلما مولوی ذکاء اللہ مرحوم - قیمت
نیرنگ افغان - ہندوستان کی ہمسایہ اسلامی سلطنت کی قومی و ملکی تاریخ - قیمت
حکومت اورنگ زیب - عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ مولفہ نواب مرزا لارجنگ حبیب جنگ بہادر حیدرآباد دکن - قیمت
اخبار الاندلس - اسپین کی ہشت صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ ضخیم جلدوں میں - قیمت
موحدین - اسپین کے مسلمانوں کی نوسو سالہ تاریخ - قیمت

ملنے کا پتہ

الناظر بک ایجنسی - لکھنؤ

سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام - سیرۃ رسول کی قدیم تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے - قیمت
اسوۂ حسنہ - سیرۃ رسول میں علامہ ابن قیم کی کتاب بہترین کہی جا سکتی ہے - قیمت
نشر الطیب لذکر النبی الحبیب } مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف ہے سیرۃ رسول - قیمت
اسلام - مولانا عاشق الہی میرٹھی مترجم قرآن شریف کی کتاب سیرۃ رسول پر بہت مقبول ہوئی - قیمت
سیرۃ النبی - مولانا شبلی کی مشہور تالیف قیمت جلد اول، جلد دوم، جلد سوم - قیمت
رحمۃ للعالمین (۲ جلد) قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی یہ سیرت نبی بہت پسندیدہ و مقبول ہوئی ہے
اسوۂ صحابہ (۲ جلد) صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، اخلاق و معاشرت اور علمی و عملی کارناموں کا مکمل بیان درج ہے
سیر الصحابیات - ازواج مطہرات، بنات طاہرات و دیگر اکابر صحابیات کے سوانح اور مذہبی و اخلاقی و علمی کارنامے - قیمت

سیرۃ خیر البشر	سیرۃ عثمان	امام مالک
سیرۃ محمدی	ذی النورین	جنید بغدادی
سیرۃ مصطفی	ابو الحسنین	تذکرہ غوث پاک
سیرۃ الرسول	سیرۃ الحبیب	خواجہ معین الدین چشتی
تذکرۃ المصطفی	سیرۃ عائشہ	الغزالی
تذکرۃ الحبیب	سیرۃ صدیقہ	سوانح عمری [illegible]
حضرت محمد صلعم	ازواج النبی	المامون
رسول عربی	امت کی مائیں	الصدیق
سیرۃ ضیا	الزہرا	مقدمہ [illegible]
خاتم النبیین	خاتون جنت	ابو بکر
پیغمبر اعظم	بنات الرسول	سیرۃ عباس
ذکر مبارک	سیرۃ الحسین	حضرت [illegible]
تذکرۃ الانبیا	ابو ایوب انصاری	[illegible]
ازواج الانبیا	سیرۃ بلال	البیرونی
سیرۃ الصدیق	سیرۃ فاطمہ	سوانح احمدی
صدیق اکبر	خالد بن ولید	امام مسلم
ابو الحسنین	سیرۃ عمر بن عبدالعزیز	ابن رشد
الفاروق	سیرۃ عثمان	حیات سعدی
سیرۃ الفاروق	سیرۃ الکاظم	حسن بن زید

ایڈیٹر - عبدالماجد اسحاق علی علوی نے زیر نگرانی ۔۔۔ الناظر پریس واقع ۔۔۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا